قرآن اور پاکستانی مارٹن لوتھر

دنیا کا کوئی موضوع ہو، اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس موضوع کے ساتھ انصاف کیا جائے۔ جیسے شاعری! شاعری میں پھر غزل، نظم، آزاد نظم بلکہ اب "ہائی کو" بھی۔۔۔۔ اور حمد، نعت، قصیدہ، مرثیہ، دوہا، لوک گیت وغیرہ۔۔۔ ان اصنافِ شعر کو جانا جائے اور اس فن کو سیکھا جائے تو شاعری کے افہام و تفہیم اور تحسین و تنقید کا حق ادا ہوسکتا ہے۔ جبکہ یہ خالصتاً انسانی ذہنِ نارسا کی پیداوار اور ناپائیدار ہے مگر جانے بغیر چارہ نہیں۔ اسی طرح نثر میں اردوئے معلیٰ، صحافیانہ اردو، افسانہ، ڈرامہ، کہانی اور دیگر اصنافِ نثر کے قواعد و ضوابط، لب و لہجہ، زبان دانی، متروک و مستعمل الفاظ کا جاننا ایک ادیب کے لئے بہت ضروری ہے، جس کے بغیر وہ کسی قطار میں شمار نہیں آئے گا بلکہ استاد امام دین گجراتی بن جائے گا۔ جیسے استاد صاحب کہتے ہیں۔

سڑک
جو جاتی ہے مکے تلک

کسی مصاحب نے ٹوکا کہ استاد جی پہلا مصرع بہت چھوٹا ہے اور دوسرا بہت لمبا تو استاد جی نے بے دھڑک ارشاد فرمایا کہ

"ساکت البھر نہیں اے۔ نالے ویکھدا نئیں کہ سڑک کنی لمبی اے"
(کہ ساقط البحر نہیں ہے دوسری یہ بات کہ سڑک مکہ تک لمبی بھی تو ہے)

ایک مثال تفننِ طبع کے لئے اور ملاحظہ ہو۔ استاد صاحب فرماتے ہیں۔

جنت　کی　سیٹیں　تو　پر　ہوچکی　ہیں
تو　چھیتی　سے　دوزخ　میں　وڑ　مام　دینا

شعراء نے ان شعروں کو وہی جگہ دی ہے جس کے وہ لائق تھے اور استاد مام دین صاحب کو بھی وہی مقام حاصل ہوا جس کے وہ اہل تھے۔

قرآن پاک کے متعلق گفتگو کرنا یقیناً ایک مومن، متقی، عربی دان کو ہی زیب دیتا ہے کہ وہی اس کا اہل ہے اسے مولوی کے نام سے پکاریئے یا دھتکاریئے۔ یہ تو اپنے اپنے ظرف کی بات ہے۔ آیئے قرآن کریم کی نہ مٹنے والی اور نہ بجھنے والی روشنی میں دیکھیں کہ قرآن کس کو اس کا اہل قرار دیتا ہے۔

سورۃ نمل میں ارشادِ ربانی ہے۔

"اور ہم نے تم سے پہلے مردوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا جن کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے۔ اگر تم لوگ

نہیں جانتے تو اہلِ کتاب سے پوچھ لو"۔ (آیت:۴۳)
"(اور ان پیغمبروں کو) دلیلیں اور کتابیں دے کر (بھیجا تھا) اور ہم نے تم پر بھی یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (ارشادات) لوگوں پر نازل ہوئے وہ ان پر ظاہر کردو تاکہ وہ غور کریں" (آیت:۴۴)
سورہ انبیاء میں ارشاد ہوا کہ...... "اور ہم نے تم سے پہلے مرد ہی (پیغمبر بنا کر) بھیجے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ اگر تم نہیں جانتے تو جو یاد رکھتے ہیں ان سے پوچھ لو۔ (آیت:۷)
ان دو جگہوں کے علاوہ کئی اور مقامات پر بھی اللہ تعالیٰ نے اسی انداز سے بات کی ہے۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جو "علماء مخالف" لوگ قرآنیات میں اپنا حصہ ڈالنا چاہتے ہیں اور بے چارے بے چارگی میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں وہ بتا سکتے ہیں کہ وہ قرآنی فیصلہ کے مطابق "اہلِ ذکر" ہیں؟ ان کو کتاب آتی ہے؟ وہ کتاب آشنا بھی ہیں؟ یا صرف "ہائی جیکر" ہیں؟ "خبریں" کی یکم اور تین جولائی (۹۶ء) کی اشاعت میں جناب سرفراز علی حسین نے اپنے کالم "پی سی او" کا عنوان "قرآن کے ہائی جیکر" باندھا ہے۔ ان کی اٹھان، ان کی اڑان، ان کی زبان و بیان میں تکلم کالمانہ کا ایک خاص رنگ حسب معمول نمایاں تھا لیکن اب کے ایک خاص رنگ تجاہلِ عارفانہ کا بھی تھا۔ سرفراز صاحب کے طویل کالم کا خلاصہ یہ ہے کہ......... "قرآن کے کسی بھی حرف، لفظ، اصطلاح یا آیت کے ساتھ اس کے مشکل یا متشابہ ہونے کے باعث پیغمبر اسلام کی فرمائی ہوئی تفسیر یا تشریح موجود نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآنی آیات کو بار بار کھلی، صریح، روشن اور آسان کہا ہے اور کہیں بھی اپنی اس کھلی کتاب کو کسی بھی درجے یا کسی بھی سطح کے مفسر یا شارح کا محتاج نہیں بنایا۔ لیکن اللہ کے حکم کو صرف نیک نیت اور بے لوث لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں اور اللہ کے حکم کی پابندی صرف اہلِ علم ہی کرتے ہیں۔ جبکہ "علم" نیک نیت اور بے لوث لوگوں کے علاوہ کسی بھی فسادی، طالع آزما یا صاحبِ طمع کو اپنے اہل نہیں سمجھتا۔ طامع، عالم نہیں ہوسکتا اور عالم طامع نہیں ہوسکتا"......... ان خیالات کی اساس پر سرفراز صاحب نے پوری امت مسلمہ کی چودہ سو سالہ تاریخ میں گزرنے والے مفسرین اور شارحین کو صاحبِ علم، نیک نیت اور بے لوث ماننے سے انکار کردیا ہے۔ اس قسم کے دعویٰ کے لئے ہمیشہ علم و دانش اور دلیل و برہان کی بجائے "ہمت مردانہ" اور جرأت رندانہ" کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ سرفراز صاحب نے بھی انہی دو چیزوں سے کام لیا ہے۔ قرآن کریم کی ۳۷ کے قریب آیات (بعض آیات اور بعض آیات کے ٹکڑوں) کا اردو ترجمہ نقل کرنے کے بعد انہوں نے بیک جنبشِ قلم علم تفسیر کو بے فائدہ اور مفسرین کو بے علم، طامع اور بد نیت قرار دے دیا ہے۔ جبکہ ان کی اپنی دیانت کا حال یا مال تو یہ ہے کہ وہ ترجمہ قرآن کسی اور کا چُراتے ہیں اور اپنے مضمون کی زینت بناتے ہیں لیکن یہ لکھنے کی توفیق نہیں ہوتی کہ یہ ترجمہ فلاں بزرگ کا ہے۔ مستزاد یہ ہے کہ بزرگوں کو بُرا بھی کہا جارہا ہے۔ یہ بزرگ مولانا فتح محمد جالندھری رحمہ اللہ علیہ ہیں جن کے ترجمے کو چوری کرکے اپنی "بزرگی" کی لاٹ سلفی کی گئی ہے۔ پھر یہ کہ آیات کریمہ کے پورے ترجمے

نہیں دیئے گئے بلکہ آیت کے ایک دو جملوں کے ترجمے لکھ کر سبکدوش ہوگئے اور قرآن شناسی کی ڈینگ ماردی۔ سرفرازصاحب ایسے حضرات اس بات کا اچھی طرح فہم رکھتے ہیں کہ شیکسپیئر کے ڈرامے نہیں پڑھے جا سکتے، اگر قدیم انگریزی پر عبور نہ ہو۔ بلکہ سرفراز صاحب تو بلھے شاہ کی کافیاں اور وارث شاہ کی ہیر بھی نہیں پڑھ سکتے اگر انہیں قدیم پنجابی نہ آتی ہو۔ آدمی کسی کی محنت، جستجو، تلاش، تفحص، اور پھر اظہارِ کاوش کا اُسی وقت دشمن بن جاتا ہے جبکہ وہ اس کاوش کے بارے میں کورا کاغذ بھی نہیں ہوتا! عربی کا محاورہ ہے "الناس اعداء لما جھلوا" ......لوگ اس کے دشمن ہیں جس کو نہیں جانتے۔ سرفراز صاحب فرماتے ہیں .... "مولوی نے عربی زبان سیکھ کر اور نام نہاد علوم پڑھ پڑھا کر قرآن کو پوری طرح سے "ہائی جیک" کر رکھا ہے اور اسی اغواً برائے تاوان کے ذریعے صدیوں سے خلقِ خدا کو بلیک میل کررہا ہے" .... یہ طرز کلام اس کنفیوژن، جھنجھلاہٹ اور جھلاہٹ پر مبنی عجز اور بے بسی کا اظہار ہے جو قرآن کو ہائی جیک کرنے کے عمل میں ڈپٹی نذیر احمد سے لے کر چودھری غلام احمد پرویز تک "جدید" مفسرین و مترجمین کا مقدر بنتی ہے اور یہ حضرات مولوی کی بھرپور مزاحمت سے عاجز ہو کر دشنام و الزام پر اتر آتے ہیں۔ مولوی کو "قرآن کا ہائی جیکر" کہنے والے دراصل کوتوال کو ڈانٹنے والے اور "چور چور" کا شور مچانے والے اصلی تے وڈے چور ہیں۔ جو اختلاف فکر و نظر کا اظہار، سرفراز صاحب کی طرح ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ......... "بول مولوی اب تو کہاں کھڑا ہے؟" یہ مارٹن لوتھر کا پروٹسٹنٹ ازم تو ہوسکتا ہے اسلام ہرگز نہیں ہے۔ سرفراز صاحب مارٹن لوتھر کو آئیڈیلائز بھی کرتے ہیں۔ وہ شاید خود بھی مارٹن لوتھر کا کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس خواہش میں وہ قرآن کے ساتھ وہی سلوک کررہے ہیں جو سینٹ پال نے انجیل کے ساتھ کیا تھا۔ اسی لئے تو سرفراز صاحب کے "پی سی او" سے مولوی کو "ابناکسس کالز" (OBNOXIOUSCALLS) موصول ہورہی ہیں۔

اب ذرا سرفراز صاحب کی قرآن دانی کے جواہر پارے ملاحظہ ہوں۔ سب سے پہلا ترجمہ جو انہوں نے نقل کیا وہ ہے سورۃ البقرہ آیت ۹۹......... "ہم نے تمہارے پاس سلجھی ہوئی آیتیں ارسال فرمائیں ہیں" .... یہ پوری آیت نہیں اس کا کاٹا ہوا ایک حصہ ہے۔ جیسے کوئی جدید قرآن دان، قرآن شناسی کا دعویٰ کرتے کرتے بہکے، لڑھکے، پھسلے اور کہہ دے کہ جی قرآن میں آیا ہے "لا تقربو الصلٰوۃ" (نماز کے قریب (بھی) مت جاؤ)۔ حالانکہ پوری آیت یوں ہے "لا تقربو الصلوۃ وانتم سکریٰ" (نماز کے قریب نہ ہو جب تم نشہ میں ہو)

اب قرآن دان صاحب یہ بھی استدلال کرسکتے ہیں کہ چونکہ نشہ کیا جاسکتا ہے اس لئے نشہ سے نکل کر نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ ایسا ہی مذکورہ آیت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ پورا ترجمہ یوں ہے "ہم نے تمہارے پاس سلجھی ہوئی آیتیں ارسال فرمائی ہیں اور اس سے انکار وہی کرتے ہیں جو بدکردار ہیں"۔ سرفراز صاحب یہ فرمائیں کہ آیت کے آخری حصے کو کاٹنے سے کیا فائدہ مطلوب ہے؟ کیا بدکرداروں کو پتا ناصاحب ہے؟ یہ قرآن کے وحدانی طرز گفتگو کو تقسیم کے پاکستانی عمل سے دوچار کرنا مقصود ہے کہ سچے "روشن خیال"

پاکستانیوں کی موجودہ فکری روش یہی ہے۔ اس آیت میں کونسی بات متشابہات میں سے ہے جسے آپ نے چھپایا ہے یا اس سے بچنے کی کوشش کی ہے؟ واضح بات ہے کہ متقی ہی قرآن شناس ہو سکتا ہے اور یہ قرآنی فیصلہ ہے۔ "ھدی للمتقین" متقیوں کے لئے ہدایت ہے! اور بد کردار اس کا انکار کرتے ہیں۔ بد کرداروں کی بد کرداری کی اولین صفت ہی انکار آیات ہے۔

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی، دولت کی گردش عامہ، انفاق، یہ تمام اللہ کی آیات ہیں ان کا انکار کرنے والا بد کردار نہیں تو اور کون ہے؟ دروغ گوئی، وعدہ خلافی، سود خوری، چغل خوری، عیب جوئی، تکبر، خود پسندی، نام بگاڑنا، دشنام و الزام وغیرہ یہ سب وہ عیوب ہیں جو قرآن دانی میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ جہالت میں اضافہ کرتے ہیں اور بد کرداری میں "کوآپریشن" کرتے ہیں۔ اب سرفراز صاحب اسی ایک آیت کی روشنی میں جدید قرآن دانوں کی رویئے، ان کے جذبے، ان کے اشغال، ان کے اعمال، ان کی دلچسپیاں اور ان کی پسندیدہ روشیں ملاحظہ فرمائیں۔ انصاف کے تقاضوں کو پورا کریں اور مولوی سے قرآن جھپٹنے والے پاکستانی مارٹن لوتھروں کو دیکھیں، جانچیں اور پرکھیں!

سرفراز صاحب نے جس بزرگ کے ترجمے سے اپنے مطلب و پسند کی "آیتیں" کاٹ کاٹ کر ان کا ترجمہ لکھا ہے۔ وہ مترجم بھی تو مولوی ہے اور اسی بزرگ مولوی نے یہ ترجمہ لکھا ہے جسے سرفراز صاحب نے عیسائیوں کے پادریوں یا راہبوں کی طرح چھپایا ہے۔ دوسرا ترجمہ آپ نے یوں نقل کیا ہے۔ "بھلا تم زیادہ جانتے ہو یا خدا" (بقرہ ۱۴۰)۔ اب پورا ترجمہ ملاحظہ ہو........ "(اے یہود و نصاریٰ) کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ ابراہیم، اسمٰعیل اور اسحٰق اور ان کی اولاد یہودی یا عیسائی تھے۔ (اے محمد ان سے) کہو کہ بھلا تم زیادہ جانتے ہو یا خدا؟" (ترجمہ از مولانا فتح محمد جالندھری مرحوم) سرفراز صاحب نے تاثر یہ دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ آیت گویا ان بارہ صدیوں کے علماً کے لئے ہے جو خدا سے زیادہ جاننے کے دعویدار ہیں (معاذ اللہ) حالانکہ اس میں تو بڑی صراحت کے ساتھ یہ بات بتائی گئی ہے کہ اللہ نے تورات و انجیل میں جو ہدایت نازل کی ہے وہ بات تورات اور انجیل کے نہ جاننے والے نہیں جانتے بلکہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے جس نے سچ نازل کیا ہے۔

چونکہ پاکستانی مارٹن لوتھر قرآن کا اسلوب نہیں جانتے۔ اسی لئے ادھوری گفتگو کو مکمل بات سمجھتے ہیں اور اسی لئے قرآن کے ترجمہ و تفسیر سے اس قسم کا سلوک کرتے ہیں۔ پوری بات کئے بغیر بھلا اللہ کی بتائی ہوئی بات سمجھی جاسکتی ہے؟ سرفراز صاحب آیت: ۱۸۷ سورہ البقرہ کا حوالہ دیتے ہیں۔ وہ بھی ادھوری آیت کا۔ آخر والا حصہ نقل کر دیا اور سمجھے کہ مضمون قرآن مکمل ہو گیا۔ سرفراز صاحب نے جو ترجمہ نقل کیا وہ یوں ہے "اسی طرح خدا تعالیٰ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بنیں۔" پوچھا جاسکتا ہے کہ کونسی آیتیں؟ کیا کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے؟ کن آیتوں کو پڑھ، سن کر آدمی پرہیزگار بن سکتا ہے؟ یہاں اگر سرفراز صاحب کی طرح ترجمہ کی کتر بیونت کریں تو میرے ان سوالوں کا جواب ہی نہیں

ملے گا- چہ جائیکہ اُمتوں کو ہدایت ملے۔" اسی طرح خدا اپنی آیتیں کھول کھول کر لوگوں کو بیان فرماتا ہے" کی ذیل میں بتانا ہوگا کہ کونسی آیت ہے جو کھول کھول کر بیان کی گئی ہے- اس کی تفسیر بیان کرنا ہوگی اور جو تفسیر محمد ﷺ نے بیان فرمائی ہے وہی بیان ہوگی- یہ تاثر دینا بھی عیسائیوں کے راہبوں کی نقالی ہے کہ حضور ﷺ نے کوئی تفسیر بیان نہیں فرمائی- یا یہ کہ سرفراز کی بیان فرمودہ نقل کسی متشابہ آیت کا حصہ ہے- ایسا ہرگز نہیں بلکہ اصل حقیقت یوں ہے کہ........... "روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی عورتوں کے پاس جانا جائز کردیا گیا- وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو- خدا کو معلوم ہے کہ تم (ان کے پاس جانے سے) اپنے حق میں خیانت کرتے تھے- سو اس نے تم پر مہربانی فرمائی اور تمہاری حرکات سے درگزر فرمائی- اب (تم کو اختیار ہے کہ) ان سے مباشرت اور خدا نے جو چیز تمہارے لئے لکھ رکھی ہے (یعنی اولاد) اس کو (خدا سے) طلب کرو اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے- پھر روزہ رکھ کر رات تک پورا کرو اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف بیٹھے ہو تو ان سے مباشرت نہ کرو یہ خدا کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جانا- اس طرح خدا اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بنیں"۔

یہ وہ ترجمہ ہے جس کے آخری نامکمل حصے کو سرفراز صاحب نے نقل کیا ہے اور سبکدوش ہوگئے حالانکہ یہ احکام جن کی تفصیل قرآن کریم میں بیان فرمائی گئی ہے، یہ کھلی آیات ہیں نہ کہ آخری حصہ!- پھر قرآنی آیت میں خیط الابیض اور خیط الاسود جس کو کہا گیا ہے وہ ترجمہ و تفسیر سے ہی سمجھا جائے گا- جو کہ مولوی ہی کرسکتا ہے- سرفراز صاحب جو کچھ کریں گے وہ مولوی کی نقل میں کریں گے- اور حادثہ یہ ہے کہ وہ بھی ادھوری نقل! سرفراز صاحب نے سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۴۲ کا ترجمہ نقل کیا ہے کہ........... "اسی طرح خدا اپنے احکام تمہارے سامنے واضح فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو"- اللہ پاک نے طلاق، مرنے والے کی بیویوں کے حقوق، وصیت، مطلقہ عورتوں کا نان نفقہ، خوف کی حالت میں نماز، امن کی حالت میں نماز، ان تمام کے احکام بیان کئے- یہ سب کچھ بغیر "کذالک" کیسے سمجھ میں آئے گا؟ سرفراز صاحب نے یہاں بھی وہی علمی حربہ استعمال کیا جو لاعلمی میں ہوجاتا ہے- یہ قرآن کے ساتھ ظلم ہے- اگر لوگ قرآن کے ساتھ ایسا ہی سلوک شروع کردیں اور غلام احمد پرویز یا اس قسم کے دوسرے اشرار کی طرح قرآن کو زبان کی گرامر اور ادب کی تنقید جتنا مقام بھی نہ دیں تو قرآن ہی رخصت ہوجائیگا چہ جائیکہ "مفہوم القرآن" متعین کیا جاسکے- اور پھر پاکستانی مارٹن لوتھروں کا ہی "مفہوم القرآن" کیوں مانا جائے؟ وجہ ترجیح کیا ہے؟ سلف صالحین سے یہ حق چھین کر انہیں دے دیا جائے تو تب علماء ہائی جیکر نہیں ہیں اور اگر علماء سے ان کا جائز، اصولی اور حقیقی حق نہ چھینا جائے تو پھر وہ ہائی جیکر؟

خدا جانے تمہیں کیا ہوگیا ہے
خرد بیزار دل سے، دل خرد سے

"خبریں" کے کالم میں قرآن نہیں سمجھایا جاسکتا۔ ہاں اس کے سمجھنے کی راہیں دکھائی جاسکتی ہیں سو وہ عرض کر دی ہیں۔"

پیر شو بیاموز"............ بوڑھا ہو اور سیکھتا رہ!

قرآن کی غلط تفسیر اور من مانی تعبیر یقیناً بہت بڑا جرم ہے لیکن "ملا دشمنی" کی آڑ میں کتاب و حکمت (قرآن سنت) اور دین و شریعت کے مسلمات سے انحراف اور انکار کی راہیں ہموار کرنا کیسا عمل ہے؟

سرفراز صاحب! آپ قرآن پاک کے صرف "نیک نیتی سے کیے ہوئے ترجمے" کے قائل ہیں۔ یہ فرمایئے کہ شاہ ولی اللہ کے فارسی ترجمہ قرآن، ان کے فرزند شاہ رفیع الدین کے تحت اللفظ اردو ترجمہ اور دوسرے فرزند شاہ عبد القادر کے بامحاورہ اردو ترجمہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟

اور اب آخر میں مرحوم علامہ محمد حسین عرشی امرتسری (جو پرویزی طرز تفسیر کے دلدادگان میں بڑے محترم مانے جانے جاتے تھے)۔ کا ایک مقولہ پڑھیئے اور کوئی بہتر فیصلہ کیجیے۔ ۱۹۷۵ء میں یہیں لاہور میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب کی دکان پر اچانک میری ملاقات عرشی صاحب سے ہو گئی۔ میں نے عرشی صاحب سے پوچھا جناب آپ نے غلام احمد پرویز کی "مفہوم القرآن" دیکھی ہے؟ فرمایا، ہاں! میں نے کہا کیا خیال ہے؟ فرمایا......... "شاہ رفیع الدین مرحوم کے ترجمہ قرآن کو دوبارہ عربی میں منتقل کیا جائے تو قرآن کے قریب قریب کتاب مرتب ہو گی اور مفہوم القرآن کو عربی میں ڈھالا جائے تو کوئی اور ہی کتاب بن جائے گی"!! وما علینا الا البلاغ

◆◆

(بقیہ از ص ۱۹)

لشکر میں شامل تھے جس میں ابوایوب انصاریؓ شریک تھے۔"

۱۱۔ مولانا سید حسین احمد مدنی تحریر فرماتے ہیں۔ "یزید کو متعدد معارک جہاد میں بھیجنے اور جزائر ابیض اور بلادہائے ایشیائے کوچک کے فتح کرنے حتیٰ کہ خود استنبول (قسطنطنیہ) پر بڑی بڑی افواج سے حملہ کرنے وغیرہ میں آزمایا جا چکا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ معارکِ عظیمہ میں یزید نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔ (مکتوباتِ شیخ الاسلام جلد ۱ ص ۲۵)

۱۲۔ معروف سیرت نگار علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ "یہ بشارت سب سے پہلے امیر معاویہؓ کے عہد میں پوری ہوئی اور دیکھا گیا کہ دمشق کی سرزمین پر اسلام میں سب سے پہلے تخت شاہی بچھایا جاتا ہے اور دمشق کا شہزادہ یزید اپنی سپہ سالاری میں مسلمانوں کا پہلا لشکر لے کر بحر اخضر میں جہازوں کے بیڑے ڈالتا ہے اور دریا کو عبور کر کے قسطنطنیہ کی چار دیواری پر تلوار مارتا ہے۔ (سیرت النبی ﷺ ج ۳ ص ۶۰۱ مطبوعہ لاہور) اور سب سے آخر میں یہ کہ ابوایوب انصاریؓ کی قبر (استنبول قسطنطنیہ) کے کتبے پر یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ یزید بن معاویہؓ نے بحیثیت امیر لشکر ان کی وصیت کے مطابق ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔